© rasailojaraid.com

اس مشاورت میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے مسیحی شامل تھے۔ گروپوں کی صورت میں بٹ کر انہوں نے الٰہیات، تعلیم، معیشت، فنونِ لطیفہ، سائنس اور تاریخ کے جدید مطالعہ میں سیکولر مفروضات پر بحث کی اور اس امر کا تجزیہ کیا کہ کیا چرچ ان علوم میں کوئی انقلابی تبدیلی لا سکتا ہے؟

مشاورت کے موضوعات پر بحث کرتے ہوئے جنوبی ہند کے چرچ، بشپ لیزلی نیوبن اور ایک مغربی ماہرِ دینیات نے بی - بی - سی ریڈیو - ۴ کے رپورٹر کو بتایا کہ "اگر مسیحی بیان درست ہے تو اسے سنجیدگی سے لیا جانا چاہیے —— صرف ان لوگوں کی طرف سے ہی نہیں جو مسیحی ہیں—— مسیحی اہل ایمان اکثر اپنے ایمان کے بارے میں معذرت خواہانہ روّیہ اختیار کرتے ہیں مگر آپ مسلمانوں یا مارکسسٹوں کو ایسا کرتے نہیں دیکھیں گے۔ مسیحی جو عقیدہ رکھتے ہیں اس کے اظہار میں وہ اتنی جھجک کیوں محسوس کرتے ہیں؟"

اس سے پہلے وہ بیان کر چکے تھے کہ "یہ مشاورت ان جدید سیکولر اعتقادات کو چیلنج کرنے کی اوّلین سنجیدہ کوشش ہے جو مسیحی عقائد کی جگہ لے چکے ہیں اور چرچ ان کی مزاحمت کرنے میں بے بس نظر آتا ہے۔"

سات روزہ مشاورت کے چیئرمین ونسنٹ نکولس نے جو ایک رومن کیتھولک بشپ ہیں، کہا کہ "ہم نے اس امر پر غور و فکر کیا ہے کہ خدائے حی و قیوم اور بائبل پر ایمان کس طرح زندگی اور سچائی کے لیے لوگوں کی پیاس بجھا سکتا ہے۔ اب ہمیں جدید ثقافت پر یہ تنقید جاری رکھنی چاہیے۔ مشاورت کا یہ پہلو بہت ہی خوش کن ہے۔" (رپورٹ: کرسچن ہیرلڈ بحوالہ ماہنامہ "فوکس-" لیسٹر، اگست ۱۹۹۲ء)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ: "--- مسلمان چرچ کے ساتھ تعاون کے لیے پہلے سے زیادہ آمادگی رکھتے ہیں۔"

Religion Watch (نظر بہ مذہب) نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اسلامی مجلّہ "The Minaret" (المنار) کے ایک حالیہ مقالے کا حوالہ اس امر کی شہادت کے طور پر نقل کیا ہے کہ امریکہ کی تیسری بڑی مذہبی برادری اخلاقی اور سماجی مسائل پر اپنے عدمِ دلچسپی کے روّیے کو بدل رہی ہے۔

جنوبی کیلی فورنیا کے اسلامی سنٹر کی جانب سے شائع ہونے والے مجلّہ "The Minaret" نے "نوّے کے عشرے کا اخلاقی ایجنڈا" کے زیرِ عنوان ان مسائل پر طائرانہ نظر ڈالی ہے جو امریکی مسلمانوں کے لیے قابلِ غور و فکر ہیں۔ ان مسائل میں ناقابلِ علاج بیماری کی صورت میں حسبِ خواہش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موت، اسقاط حمل، ایڈز، اسکولوں میں جنسی تعلیم، منشیات اور مکانوں کی عدم دستیابی شامل ہیں۔ لاس اینجلز میں واقع یہ اسلامی سنٹر دوسرے مذہبی اور معاشرتی گروہوں کے ساتھ مل کر اخلاقی مسائل کے حل کے لیے کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اسکولوں میں جنسی تعلیم سے متعلق The Minaret کے مقالے میں قدامت پسند پروٹسٹنٹ انجیلیوں کے حوالے نقل کیے گئے ہیں۔ لیکن اسلامک سنٹر کے چیئرمین نے Religion Watch سے باتیں کرتے ہوئے ان پروٹسٹنٹ انجیلیوں پر تنقید کی جو اسقاطِ حمل کے خلاف تو سرگرم ہیں مگر فحش نگاری کے خلاف اس طرح سخت نہیں ہیں۔

اسلامک سنٹر کے چیئرمین نے کہا کہ "مسلمان اپنا نظریۂ اخلاق دوسروں پر مسلّط کرنا نہیں چاہتے اور اسی طرح دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی بداخلاقی ان پر مسلّط نہ کریں۔" عوامی مسائل کے بارے میں تشویش اور دوسروں کے ساتھ ربط و تعلق کی اہمیت کا عرب - امریکی مسلمانوں کو احساس سیاہ فام کمیونٹی کے اپنے ہم مذہب لوگوں کے ذریعے ہوا ہے۔" افریقہ نژاد امریکی مسلمان دوسروں سے، بالخصوص سیاہ فاموں کے چرچوں کے ساتھ "تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ (رپورٹ: "ون ورلڈ" بحوالہ ماہنامہ "فوکس" - لیسٹر، اگست ۱۹۹۲ء)

مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی تحریکیں اور امریکی مستشرقین

اسلامی اور عرب ملکوں سے بڑے پیمانے پر نقلِ مکانی کے باعث ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مسلم شناخت بڑی تیزی سے نمایاں ہوئی ہے۔ گزشتہ سال ۲۵ جون ۱۹۹۱ء کو امریکی ایوانِ نمائندگان کا اجلاس مسلمان خطیب امام سراج وہاج کی دعا سے شروع ہوا تھا۔ امام سراج وہاج بروک لین نیویارک کی مسجد میں فریضۂ خطابت انجام دیتے ہیں۔ وہ ایوانِ نمائندگان میں دعا کی قیادت کرنے والے پہلے مسلمان عالم تھے۔

امام سراج وہاج نے دعا میں بین المذاہب تعاون اور ایک دوسرے کے احترام کی اہمیت پر زور دیا تھا۔ انہوں نے دعا میں التجا کی "اے اللہ! اس قوم کے رہنماؤں کی رہنمائی فرما تاکہ وہ تیرے نیک بندوں کی راہ اپنا سکیں، وہ راہ جو نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد ﷺ کی راہ ہے۔"

دعا کے لیے امام سراج کا نام ویسٹ ورجینیا کے نمائندہ کانگرس نے پیش کیا تھا، جنہوں نے بعد میں بتایا کہ "امام سراج وہاج منبر سے مسیحیوں سے مخاطب ہونے والے پہلے مسلمان ہیں۔ وہ اپنے گردونواح میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیے مساوی خدمات انجام دے رہے ہیں اور ان کا ہفتہ وار ریڈیو پروگرام تمام مذاہب کے لوگوں میں یکساں مقبول ہے۔" (پندرہ روزہ "خبر و نظر" - جولائی ۱۹۹۱ء)

© rasailojaraid.com